بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-94170-20616, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو ضائع کرنے والے نہ ہوں بلکہ ان دعاؤں کو جو آپ علیہ السلام نے اپنی جماعت کے لئے کی ہیں ان کا ہمیشہ وارث بنیں۔ اس دعا کے ساتھ میں آپ سب کو نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو ہمارے لئے ذاتی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی بیشمار برکات کا باعث بنائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 01- جنوری 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج نئے سال کا پہلا دن ہے اور یہ جمعۃ المبارک کے بابرکت دن سے شروع ہو رہا ہے۔ حسب روایت نئے سال کے شروع ہونے پر ہم ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ مجھے بھی نئے سال کے مبارکباد کے پیغام احباب جماعت کی طرف سے موصول ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ایک دوسرے کو مبارکبادیں دے رہے ہوں گے۔ مغرب میں یا ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں نئے سال کی رات ساری رات ہاہو شراب نوشی ہلڑ بازی اور پٹاخے اور پھلجڑیاں جسے فائر ورکس کہتے ہیں ان سے نئے سال کا آغاز کیا جاتا ہے بلکہ اب مسلمان ممالک میں بھی نئے سال کا اسی طرح استقبال کیا جاتا ہے۔ لیکن احمدیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی رات عبادت میں گزار دی یا صبح جلدی جاگ کر نفل پڑھ کر نئے سال کے پہلے دن کا آغاز کیا۔ بہت سی جگہوں پر باجماعت تہجد بھی پڑھی گئی لیکن اس سب کے باوجود ہم ان مسلمانوں کی نظر میں غیر مسلم ہیں اور یہ ہلڑ بازی کرنے والے رقموں کا ضیاع کرنے والے غیر مذاہب کی رسومات کو بڑے اہتمام سے منانے والے یہ لوگ مسلمان ہیں۔

بہرحال ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور ہمیں کسی کی سند کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر ہم کسی سند کے خواہشمند ہیں تو وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں حقیقی مسلمان بن کر سند لینے کی ہے اور اس کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ ہم نے سال کے پہلے دن انفرادی یا اجتماعی تہجد پڑھ لی یا صدقہ دے دیا یا نیکی کی کچھ اور باتیں کر لیں اور اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا حق دار بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ تو مستقل نیکیاں اپنے بندے سے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کا بندہ مستقل اس کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو۔ نیکیاں بجالانے والا ہو نمازوں اور تہجد کے ساتھ دلوں میں ایک پاک انقلاب پیدا کرنے کی ضرورت ہے تب خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ کسی قسم کی ایسی نیکی جو صرف ایک دن یا دو دن کے لئے ہو وہ نیکی نہیں ہے۔ پس ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ کس قسم کے عمل اور رویے ہمیں اپنانے ہیں یا اپنانے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنائیں اس کے لئے میں نے آج زمانے کی اصلاح کے لئے بھیجے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی بعض نصائح کو لیا ہے جو آپ نے مختلف وقتوں میں اپنی جماعت کو کی ہیں تا کہ مستقل مزاجی اور ایک تسلسل کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کرتے رہیں۔ یہی باتیں ہیں جو صرف سال کے پہلے دن ہی نہیں بلکہ سال کے بارہ مہینوں اور 365 دنوں کو بابرکت کریں گی اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اب دنیا کی حالت کو دیکھو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے عمل سے یہ دکھایا کہ میرا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے

لئے ہے اور یا اب دنیا میں مسلمان موجود ہیں۔کسی سے کہا جاوے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو کہتا ہے۔الحمدللہ جس کا کلمہ پڑھتا ہے اس کی زندگی کا حصول تو خدا کے لئے تھا مگر یہ دنیا کے لئے جیتا ہے(کہتے تو لا الہ الا اللہ ہیں لیکن اللہ کے بجائے فرمایا کہ دنیا کے لئے جیتا ہے)اور دنیا ہی کے لئے مرتا ہے اس وقت تک کہ غرغرہ شروع ہوجاوے۔موت آ جائے دنیا ہی اس کو مقصود محبوب اور مطلوب رہتی ہے پھر کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔فرمایا کہ یہ بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو۔مسلمان بننا آسان نہیں ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو مطمئن نہ ہو.....

غرض یہ بات اب بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہونا انسان کی زندگی کی غرض وغایت ہونی چاہئے کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کا محبوب نہ ہو اور خدا کی محبت نہ ملے کامیابی کی زندگی بسر نہیں کرسکتا اور یہ امر پیدا نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور متابعت نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ پس تم وہ اسلام اپنے اندر پیدا کرو تا کہ تم خدا کے محبوب بنو۔

اسلام دنیا کی نعمتوں سے منع نہیں فرماتا بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تلقین فرماتا ہے۔اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے یہ بزدلوں کا کام ہے۔مؤمن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا اس کا مال وجاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسائی کا موجب ہو۔نہ ہم جنسوں میں کسی عار اور شرم کا باعث ہو۔ایسی دنیا بے شک حسنۃ لآخرۃ کا موجب ہوگی۔

اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یعنی احمدیوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال ودولت یا زن وفرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہوجاوے کہ اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا ہوجاوے۔یعنی دوری پیدا ہوجائے۔اللہ تعالیٰ سے تعلق ختم ہو جائے۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ **الحمد للہ رب العالمین۔الرحمن الرحیم**۔اور **مالک یوم الدین**۔سے یہ ثابت ہے کہ انسان ان صفات کو اپنے اندر لے۔یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے ساری صفتیں سزاوار ہیں جو رب العالمین ہے۔یعنی ہر عالم میں نطفہ میں مضغہ وغیرہ سارے عالموں میں غرض ہر عالم میں پھر رحمن ہے پھر رحیم ہے اور مالک یوم الدین ہے۔اب ایاک نعبد جو کہتا ہے تو گویا اس عبادت میں وہی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالکیت صفات کا پرتو انسان کو اپنے اندر لینا چاہئے۔(یہ اللہ تعالیٰ کی صفات جو ہیں ان کو اپنے اندر بھی اختیار کرنا چاہئے)فرمایا کہ کمال عبد انسان کا یہی ہے کہ **تخلقوا باخلاق اللہ**۔یعنی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہوجاوے.....اور جب تک س مرتبہ پر نہ پہنچ جاوے تھکے نہ ہارے۔

فرمایا کہ سعادت یہی ہے کہ وہ موت کا خیال رکھے اور دنیا اور اس کی چیز اس کی ایسی محبوبات نہ ہوں جو اس آخری ساعت میں علیحدگی کے وقت اس کی تکالیف کا موجب ہوں اور جب یہ یاد ہوگا انسان پھر نیکیاں بجالانے کی کوشش کرے گا۔پھر بلاوجہ کے تماشوں میں نہ پیسہ ضائع کرے گا نہ وقت ضائع کرے گا نہ بے جا خواہشات کی تکمیل کے لئے ان چیزوں کا ضیاع کرے گا۔پھر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

پس بے خوف ہو کر مت رہو۔استغفار اور دعاؤں میں لگ جاؤ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔اب وہ غفلت کا وقت نہیں رہا۔انسان کو نفس جھوٹی تسلی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہوگی۔موت کو قریب سمجھو خدا کا وجود برحق ہے جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق کسی دوسرے کو دیتا ہے وہ ذلت کی موت دیکھے گا....

پھر پاک تبدیلی اور آخرت کی فکر تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ ہی انسان کو آخرت میں سرخرو کرتا ہے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلی ہوتی ہے وہ خدا کے سائے میں ہوتا ہے مگر چاہئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ بھی حصہ نہ ہو۔ اصل تقویٰ ہے اس چیز کو یاد رکھو۔ فرمایا کہ اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑا کرو کسی کو الہام ہو گیا کسی کو رؤیا ہوا کوئی سچی خوابیں آ گئیں کشف ہو گیا بلکہ حصول تقویٰ کے پیچھے لگو۔ یہ نہ دیکھو کہ کس کو کیا آ رہی ہیں خوابیں سچی کہ نہیں آ رہیں یہ دیکھو کہ تقویٰ ہے کہ نہیں۔ جو متقی ہے اس کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں۔

پس تقویٰ کے امتحان میں پاس ہونے کے لئے ہر ایک تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہو جائے۔ تقویٰ بھی ایک امتحان ہے اس کے لئے بھی محنت کرنا پڑتی ہے۔ جب انسان اس راہ پر قدم اٹھاتا ہے تو شیطان اس پر بڑے بڑے حملے کرتا ہے لیکن ایک حد پر پہنچ کر آخر شیطان ٹھہر جاتا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب انسان کو انسان کی سفلی زندگی پر موت آ کر وہ خدا کے زیر سایہ ہو جاتا ہے وہ مظہر الٰہی اور خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگا دے۔

پھر تقویٰ کے ہی حوالے سے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ تقویٰ کے ذریعہ سے ہمیں بلاوجہ غصہ جو آ جاتا ہے اور یا بلاوجہ غصہ کسی کا غصہ ہمارے پر ہو اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں (بڑا آدمی ہوا میر آدمی ہو بڑے ادب سے ملتے ہیں بڑا عزت احترام کرتے ہیں) لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ (کسی مسکین اور غریب آدمی کی بات کو سنے اور بڑے آرام سے سنے توجہ سے سنے) اس کی دلجوئی کرے اس کی بات کی عزت کرے کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک هم الظلمون۔ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک هم الظلمون۔** تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق وفجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم ومعظم کوئی دنیاوی اصول سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ **ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر۔**

پھر آپ فرماتے ہیں ایک جگہ کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایت پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہنے سے پہلے خود عمل کرو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں **لم تقولون ما لا تفعلون**۔ کہنے کی کیا ضرورت پڑتی۔ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔ پس اس پر اگر قرآن کریم کے حکموں پر عمل کرنا ہے تو اس طرف بھی غور کرنا ہو گا۔ پھر اس نصیحت کو خاص طور پر ہمیں چاہئے کہ ہم خود اپنا پہلے جائزہ لیں اور لینا چاہئے ہر ایک کو اور یہ بنیادی نصیحت خاص طور پر عہدے داروں کو بھی یاد رکھنی چاہئے جو دوسروں سے تو اپنے اندر تبدیلی کی توقع رکھتے ہیں ان کو نصائح کرتے ہیں لیکن اگر اپنے معاملہ میں ایسی صورتحال پیدا ہو جائے تو بالکل اس کے الٹ کرتے ہیں یا اس میں حیل و حجت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حکموں کو اور اس کے رسول کے حکموں کو پھر ثانوی حیثیت دے دیتے ہیں۔ کئی ایسے معاملے سامنے آ جاتے ہیں۔

پھر مزید قول وفعل میں تطابق کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ تم میری بات سن رکھواور خوب یاد کرلو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہواور عملی طاقت اس میں نہ ہوتو وہ اثر انداز نہیں ہوتی۔

پھر باہمی اخوت اور اتفاق اور محبت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ جماعت کے باہم اتفاق ومحبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھواور اجتماع کرو۔خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھوورنہ ہوانکل جائے گی۔نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لیے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔اگر اختلاف ہوا تحاد نہ ہوتو پھر بے نصیب رہو گے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔باہمی عداوت کا سبب کیا ہے بخل ہے رعونت ہے خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔فرمایا ایسے تمام لوگوں کو بڑی تکلیف سے آپ فرمارہے ہیں کہ جو بخل بھی رکھتے ہیں رعونت ہے خود پسندی ہے اور اپنے جذبات پر قابو نہیں پاتے ان لوگوں کو جماعت سے الگ کر دوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پاسکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چندروز مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ایسا شخص جو میری جماعت میں ہوکر میرے منشاء کے موافق نہ ہووہ خشک ٹہنی ہے اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔خشک ٹہنی دوسری سبز شاخوں کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر اس کو سرسبز نہیں کرسکتی بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔

پھر قبولیت دعا کی شرائط کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ بات بھی بحضور دل سن لینی چاہئے کہ قبول دعا کے لئے بھی چند شرائط ہوتی ہیں ان میں سے بعض تو دعا کرنے والے کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض دعا کرانے والے کے متعلق۔دعا کرانے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدّنظر رکھے اور اس کے غنائے ذاتی سے ہر وقت ڈرتا رہے اور صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنالے۔تقویٰ اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کوخوش کرے تو ایسی صورت میں دعا کے لئے باب استجابت کھولا جاتا ہے

پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لئے ایک غیر منفک شرط ہے تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہوکر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنی زندگیوں کو آپ علیہ السلام کی خواہش کے مطابق ڈھالنے والے ہوں اور ہمارے قدم نیکیوں کی طرف بڑھنے والے قدم ہوں ہر آن۔ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو ضائع کرنے والے نہ ہوں بلکہ ان دعاؤں کو جو آپ علیہ السلام نے اپنی جماعت کے لئے کی ہیں ان کا ہمیشہ وارث بنیں۔اس دعا کے ساتھ میں آپ سب کو نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں۔اللہ تعالیٰ اس سال کو ہمارے لئے ذاتی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی بیشمار برکات کا باعث بنائے۔

☆☆☆